Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 30, 2025

Contemporary Applications of Bayʿ Qabl al-Qabd in Islamic Banking: An Analytical Study from Juristic and Economic Perspectives

اسلامی بینکاری میں بیع قبل القبض کی معاصر تطبیقات: فقہی و معاشی تناظر میں تجزیاتی جائزہ

Dr. Muhammad Raghib Hussain Naeemi
Postdoctoral Fellow, Islamic Research Institute
International Islamic University Islamabad
Email: rhhamdi@gmail.com

Abstract:

The prohibition of selling goods before taking possession (bay' qabl al-qabd) is a firmly established principle of Islamic commercial law, grounded in explicit Prophetic traditions and elaborated by the four Sunni schools. Contemporary Islamic banking, however, operates through documents, electronic registries and intermediated supply chains in which physical possession by the financing institution is often impractical. This study first examines the classical doctrine — its textual foundations, the positions of the four schools, and the rationale of the prohibition — and then analyses its application to murabahah to the purchase orderer, organised tawarruq, salam and parallel salam, istisna', secondary-market trading of sukuk, and documentary import finance, evaluated against the AAOIFI Shari'ah Standards, the resolutions of the International Islamic Fiqh Academy, and the regulatory framework of the State Bank of Pakistan. The study argues that the possession requirement functions as a structural safeguard against speculation and the detachment of finance from the real economy, concludes that constructive possession (qabd hukmi) grounded in genuine transfer of ownership and risk provides a legitimate basis for most contemporary applications, and offers recommendations for strengthening Shari'ah compliance in Pakistani Islamic banking.

Keywords: Bayʿ Qabl Al-Qabḍ; Qabḍ Ḥukmī (Constructive Possession); Islamic Banking; Murābaḥah; Tawarruq; AAOIFI Sharīʿah Standards

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2025

تمہید

اسلامی قانونِ تجارت کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ خریدی ہوئی چیز کو قبضے میں لینے سے پہلے آگے فروخت نہ کیا جائے۔ یہ اصول، جسے فقہی اصطلاح میں "بیع قبل القبض" کی ممانعت کہا جاتا ہے، صریح نبوی ارشادات پر مبنی ہے اور ائمہ مجتہدین نے اپنے اپنے اصولوں کی روشنی میں اس کی حدود و قیود متعین کی ہیں۔ عصرِ حاضر میں جب تجارت کا بیشتر حصہ دستاویزات، الیکٹرانک اندراجات اور بین الاقوامی ترسیلی سلسلوں (سپلائی چینز) کے ذریعے انجام پاتا ہے، اور اسلامی بینک اپنی تمویلی مصنوعات—مرابحہ، تورق، سلم، استصناع اور صکوک—میں خرید و فروخت کے حقیقی فریق کی حیثیت سے شریک ہوتے ہیں، تو یہ سوال نہایت اہمیت اختیار کر گیا ہے کہ قبض کی شرعی شرط ان معاملات میں کس طرح پوری ہوتی ہے، قبضِ حکمی کی معاصر صورتیں کہاں تک معتبر ہیں، اور کن مقامات پر قبضہ محض ایک کاغذی رسم بن کر رہ گیا ہے۔ زیرِ نظر مقالے میں پہلے بیع قبل القبض کی فقہی تکییف، نصوصِ ممانعت اور مذاہبِ اربعہ کے مواقف کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے، پھر قبض کی معاصر صورتوں کو بین الاقوامی شرعی معیارات کی روشنی میں پرکھا گیا ہے، اس کے بعد اسلامی بینکاری کی نمایاں مصنوعات میں اس اصول کی تطبیق کا تجزیہ کیا گیا ہے، اور آخر میں اس شرعی حکم کی معاشی حکمتوں اور پاکستانی اسلامی بینکاری کے عملی مسائل پر بحث کر کے نتائج و سفارشات پیش کی گئی ہیں۔ منہجِ تحقیق دستاویزی اور تجزیاتی ہے: کلاسیکی فقہی مصادر کو اصل بنیاد بنایا گیا ہے اور معاصر تطبیقات کی جانچ کے لیے ایوفی (AAOIFI) کے شرعی معیارات، مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کی قراردادوں اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ضوابط سے استفادہ کیا گیا ہے۔

مبحثِ اول: بیع قبل القبض کی فقہی تکییف

بیع اور قبض کا مفہوم

بیع کے لغوی معنی کسی چیز کے بدلے کسی چیز کے لینے دینے کے ہیں۔ اصطلاحِ فقہ میں علامہ کاسانی نے رکنِ بیع کی تعریف "ایک مرغوب شے کا دوسری مرغوب شے سے تبادلہ" **(مبادلة شيء مرغوب بشيء مرغوب)** سے کی ہے،[1] اور مجلۃ الاحکام العدلیہ نے بیع کی تعریف "مال کا مال کے ساتھ تبادلہ" سے کی ہے، جس کا انعقاد ایجاب و قبول سے ہوتا ہے۔[2]

[1] الکاسانی، علاء الدین ابوبکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمية، الطبعة الثانية، 1406ھ/1986ء)، کتاب البیوع (بیان رکن البیع)، ج5، ص133۔

[2] مجلة الاحكام العدلية، ماده 105 (کراچی: کارخانہ تجارتِ کتب، س ن)۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2025

قبض کے لغوی معنی کسی چیز کو ہاتھ سے پکڑنے اور اپنی گرفت میں لینے کے ہیں۔ اصطلاحِ فقہ میں قبض سے مراد مبیع پر ایسا استیلاء اور تمکن حاصل کرنا ہے جس کے بعد قابض اس میں تصرف پر قادر ہو جائے اور مبیع کے ہلاک ہونے کی صورت میں ضمان اسی کی طرف منتقل ہو جائے۔[3] فقہا نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ قبض کی کوئی متعین شرعی حد وارد نہیں ہوئی، اس لیے اس میں عرف کا اعتبار ہو گا؛ جس چیز کو لوگ اپنے عرف و عادت میں قبضہ شمار کریں وہ شرعاً بھی قبضہ ہے۔[4] یہی عرف کی بنیاد آگے چل کر قبض کی معاصر صورتوں کے جواز کی کلید ثابت ہو گی۔

قبض کی دو بنیادی قسمیں ہیں: قبضِ حقیقی اور قبضِ حکمی۔ قبضِ حقیقی یہ ہے کہ مبیع کو ہاتھ میں لے لیا جائے یا اسے اپنے مکان و گودام میں منتقل کر لیا جائے، جیسے کپڑا ہاتھ میں لینا یا غلہ اپنے گودام میں بھر لینا۔ قبضِ حکمی یہ ہے کہ مبیع اگرچہ جسمانی طور پر ہاتھ میں نہ آئے مگر اس پر ایسا اختیار و تمکن حاصل ہو جائے کہ تصرف میں کوئی مانع باقی نہ رہے، جیسے بائع کا مشتری کو مبیع کی تخلیہ کر دینا (خالی کر کے حوالے کر دینا) یا مشتری کے لیے مبیع تک رسائی کی مکمل راہ ہموار کر دینا۔[5] حنفیہ کے نزدیک عقار (غیر منقولہ جائیداد) میں تخلیہ ہی قبضہ ہے، اور منقولات میں بھی اگر بائع مبیع کو اس طرح مشتری کے حوالے کر دے کہ اٹھانے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے تو قبضہ متحقق ہو جاتا ہے۔[6]

نصوصِ ممانعت

بیع قبل القبض کی ممانعت متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ان میں سب سے مشہور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتَّى يَسْتَوْفِيَهُ» — "جو شخص غلہ خریدے وہ اسے پورا پورا وصول کرنے (قبضے میں لینے) سے پہلے فروخت نہ کرے۔"[7] حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلے کو قبضے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا، اور ابن عباسؓ نے فرمایا: "میرا گمان ہے کہ ہر چیز کا حکم غلے ہی کی طرح ہے۔"[8] ابن عباسؓ کا یہ استنباط اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام ممانعت کی علت کو بعام کے ساتھ خاص نہیں سمجھتے تھے۔

[3] الموسوعة الفقهية الكويتية (كويت: وزارة الاوقاف والشئون الاسلامية، 1404-1427ھ)، ج32، ص272-273، ماده "قبض"۔
[4] ابن قدامه، موفق الدين عبدالله بن احمد، المغنى (قاہرہ: مکتبة القاہرة، 1388ھ/1968ء)، کتاب البیوع، ج4، ص84؛ نیز دیکھیے: ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ (مدینہ منورہ: مجمع الملک فہد، 1416ھ/1995ء)، ج29 (کتاب البیوع)، ص16-17۔
[5] الکاسانی، بدائع الصنائع، کتاب البیوع، فصل فی حکم البیع، ج5، ص244؛ ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار (بیروت: دار الفکر، 1412ھ/1992ء)، کتاب البیوع، مطلب فی بیع المبیع قبل قبضه، ج4، ص561۔
[6] السرخسی، شمس الائمه محمد بن احمد، المبسوط (بیروت: دار المعرفة، 1414ھ/1993ء)، کتاب البیوع، ج13، ص8-9۔
[7] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب بیع الطعام قبل ان یقبض وبیع ما لیس عندک، حدیث 2136؛ مسلم بن الحجاج، الصحیح، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، حدیث 1526۔
[8] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب بیع الطعام قبل ان یقبض وبیع ما لیس عندک، حدیث 2135؛ مسلم، الصحیح، کتاب البیوع، حدیث 1525۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2025

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی مشہور روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس آدمی آکر ایسی چیز کی خریداری کا سودا کرنا چاہتا ہے جو میرے پاس موجود نہیں، تو کیا میں بازار سے خرید کر اسے بیچ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ»—"جو چیز تیرے پاس نہیں اسے مت بیچ۔"[9] اگرچہ اس حدیث کا اولین مصداق معدوم اور غیر مملوک چیز کی بیع ہے، تاہم فقہا نے اس سے اس اصول پر بھی استدلال کیا ہے کہ بائع کے پاس مبیع پر مکمل قدرت واختیار ہونا ضروری ہے، اور جو چیز خرید تولی گئی مگر ابھی قبضے میں نہیں آئی وہ بھی ایک درجے میں **"ما لیس عندک"** کے حکم میں ہے۔[10]

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ سامانِ تجارت وہیں بیچ دیا جائے جہاں خریدا گیا ہے، یہاں تک کہ تاجر اسے اپنے ٹھکانوں کی طرف منتقل کر لیں۔[11] یہ حدیث اس امر کی صراحت کرتی ہے کہ مطلوب محض عقد کی تکمیل نہیں بلکہ مبیع کا بائع کے دائرۂ تصرف سے نکل کر مشتری کے حقیقی قبضے اور ضمان میں آجانا ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی روایت میں چار چیزوں کی ممانعت ایک ساتھ وارد ہوئی ہے، جن میں "ربح مالم یضمن" (ایسی چیز کا نفع جس کا ضمان ابھی ذمے میں نہ آیا ہو) اور "بیع مالیس عندک" دونوں شامل ہیں۔[12]

مذاہبِ اربعہ کے مواقف

ان نصوص کی تعبیر و تطبیق میں ائمہ مجتہدین کے مناہج مختلف رہے ہیں، اور یہی اختلاف معاصر تطبیقات کے لیے فقہی گنجائشوں کا سرچشمہ ہے۔

احناف کے نزدیک منقولی اشیاء کو قبضے سے پہلے فروخت کرنا ناجائز اور عقد فاسد ہے، کیونکہ اس میں مبیع کے ہلاک ہو جانے کی صورت میں عقد کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ (غررِ انفساخ) موجود ہے؛ البتہ عقار یعنی غیر منقولہ جائیداد میں امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک قبضے سے پہلے بیع جائز ہے، کیونکہ عقار کے ہلاک ہونے کا اندیشہ نادر ہے اور نصوصِ ممانعت کا مورد منقولات ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ عموماتِ نصوص کی بنا پر عقار میں بھی ممانعت کے قائل ہیں۔[13] ابن الہمام نے فتح القدیر میں تصریح کی ہے کہ منقول میں ممانعت کی علت وہی غرر ہے جس کی طرف نصوص میں اشارہ ہے، اور یہ کہ فسادِ عقد کے باوجود اگر قبضے کے بعد فریقین عقد پر قائم رہیں تو اس کے احکام مرتب ہوں گے، اگرچہ اصلاً ایسے عقد سے بچنا واجب ہے۔[14]

[9] ابوداود، سلیمان بن الاشعث، السنن، کتاب البیوع، باب فی الرجل یبیع ما لیس عندہ، حدیث 3503؛ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع، ابواب البیوع، باب ما جاء فی کراہیۃ بیع ما لیس عندک، حدیث 1232، وقال: حدیث حسن۔
[10] ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1415ھ/1994ء)، ج5 (فصل فی حکمہ ﷺ فی بیع ما لیس عند البائع)، ص716 وما بعد، جہاں ابن القیم نے اس حدیث کی مختلف توجیہات پر مفصل بحث کی ہے۔
[11] ابوداود، السنن، کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفیٰ، حدیث 3499۔
[12] ابوداود، السنن، کتاب البیوع، باب فی الرجل یبیع ما لیس عندہ، حدیث 3504؛ الترمذی، الجامع، ابواب البیوع، حدیث 1234۔
[13] السرخسی، المبسوط، کتاب البیوع، ج13، ص8-10؛ الکاسانی، بدائع الصنائع، کتاب البیوع، فصل فی شرائط الصحۃ (بیع المنقول قبل القبض)، ج5، ص180-181؛ المرغینانی، برہان الدین علی بن ابی بکر، الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، س ن)، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ (فصل: ومن اشتریٰ شیئا مما ینقل ویحول)، ج3، ص59۔
[14] ابن الہمام، کمال الدین محمد بن عبدالواحد، فتح القدیر (بیروت: دار الفکر، س ن)، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ج6، ص510 وما بعد۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 30, 2025

مالکیہ کا مذہب سب سے زیادہ وسعت کا حامل ہے: ان کے نزدیک ممانعت صرف بعام (غلہ اور خوردنی اشیاء) کے ساتھ خاص ہے جو بیع کے ذریعے حاصل ہوا ہو؛ بعام کے علاوہ دیگر اشیاء کو قبضے سے پہلے بیچنا جائز ہے۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ نصوص میں ممانعت بعام ہی کے لفظ سے وارد ہوئی ہے اور اصل عقود میں اباحت ہے۔[15] معاصر مالیاتی تطبیقات میں جہاں مبیع غیر خوردنی اجناس یا مالی اثاثے ہوں، وہاں مالکی مذہب ایک اہم فقہی سہارا فراہم کرتا ہے، اور خود ہمارے عہد کے محققین نے بعض اجتماعی ضرورتوں میں اس سے استفادے کی راہ نکالی ہے۔

شوافع کے نزدیک ممانعت عام ہے: ہر مبیع کو— خواہ بعام ہو یا غیر بعام، منقول ہو یا عقار— قبضے سے پہلے فروخت کرنا باطل ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا استدلال ابن عباسؓ کے اسی قول سے ہے کہ ہر چیز بعام کے حکم میں ہے، نیز اس علت سے کہ قبضے سے پہلے مبیع بائع کے ضمان میں ہوتی ہے اور ضمان کے بغیر نفع کمانا "ربح مالم یضمن" کی ممانعت میں داخل ہے۔[16] شافعی مذہب کی یہ شدت اس بات کی غماز ہے کہ ان کے نزدیک قبض محض ایک انتظامی مرحلہ نہیں بلکہ انتقالِ ضمان کا شرعی پیمانہ ہے۔

حنابلہ کے ہاں مشہور روایت کے مطابق ممانعت ان اشیاء میں ہے جو مکیل، موزون یا معدود ہوں (یعنی ناپ تول یا گنتی سے بکنے والی اشیاء)، کیونکہ انہی میں استیفاء (پورا پورا وصول کرنا) متصور ہے؛ ان کے علاوہ اشیاء میں قبضے سے پہلے بیع جائز ہے۔ ایک روایت میں امام احمد سے ممانعت کو بعام کے ساتھ خاص کرنا بھی منقول ہے۔[17] ابن تیمیہ اور ابن القیم نے اس باب میں ایک تحقیقی موقف اختیار کیا ہے کہ ممانعت کی اصل علت مبیع پر بائع کا باقی ماندہ تسلط اور مشتری کی تصرف سے عاجزی ہے؛ جہاں مشتری کو مکمل تمکن حاصل ہو جائے وہاں ممانعت کی علت باقی نہیں رہتی۔[18]

علتِ ممانعت کی بحث

فقہا نے بیع قبل القبض کی ممانعت کی متعدد علتیں بیان کی ہیں، اور انہی علتوں کی تنقیح پر معاصر تطبیقات کا دارومدار ہے۔ پہلی علت غرر ہے: قبضے سے پہلے مبیع کے ہلاک ہو جانے کا احتمال رہتا ہے، جس سے پہلا عقد **منفسخ** ہو جائے گا اور دوسرا عقد بے بنیاد رہ جائے گا؛ گویا دوسرا مشتری ایک ایسی چیز خرید رہا ہے جس کی تسلیم

[15] سحنون بن سعید التنوخی، المدونة الکبریٰ (بیروت: دار الکتب العلمیة، 1415ھ/1994ء)، کتاب البیوع (ابواب بیع الطعام قبل ان یستوفیٰ)، ج3، ص214 وما بعد؛ ابن رشد، محمد بن احمد القرطبی، بدایة المجتهد ونهایة المقتصد (قاہرہ: دار الحدیث، 1425ھ/2004ء)، کتاب البیوع، الباب الثانی فی البیوع الممنوعة (مسئلہ بیع الطعام قبل قبضہ)، ج3۔

[16] الشافعی، محمد بن ادریس، الام (بیروت: دار المعرفة، 1410ھ/1990ء)، کتاب البیوع (باب بیع الطعام قبل ان یستوفیٰ)، ج3، ص70 وما بعد؛ النووی، یحییٰ بن شرف، المجموع شرح المهذب (بیروت: دار الفکر، س ن)، کتاب البیوع (بیع المبیع قبل قبضه کی بحث)، ج9، ص264 وما بعد۔

[17] ابن قدامه، المغنی، کتاب البیوع، ج4، ص83-86؛ البهوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الاقناع (بیروت: دار الکتب العلمیة، س ن)، کتاب البیع (فصل فی بیع المکیل والموزون قبل قبضه)، ج3، ص241 وما بعد۔

[18] ابن قیم الجوزیة، زاد المعاد، ج5، ص716-720؛ ابن تیمیه، مجموع الفتاویٰ، ج29، ص389-390۔

CC BY

یقینی نہیں۔[19] دوسری علت "ربح مالم یضمن" ہے: نفع ضمان کے تابع ہے **(الخراج بالضمان)**، اور قبضے سے پہلے مبیع کا ضمان بائع پر ہوتا ہے، لہٰذا مشتری کا اس مرحلے پر نفع کمانا ایسے مال پر نفع ہے جس کا خطرہ اس نے ابھی اٹھایا ہی نہیں۔[20] تیسری علت، جس کی صراحت متاخرین اور معاصر محققین نے کی ہے، ذرائعِ ربا اور سٹہ بازی کا سد باب ہے: اگر قبضے کے بغیر پے در پے بیوع کی اجازت دے دی جائے تو اموال حقیقتاً ایک جگہ پڑے رہیں گے اور محض عقود اور قیمتیں گردش کرتی رہیں گی، جو در حقیقت مال کے بدلے مال کی نہیں بلکہ ذمہ داریوں کے بدلے نفع کی تجارت بن جائے گی۔[21]

اس تنقیحِ مناط کا حاصل یہ ہے کہ قبض کی شرط کا مقصود تین چیزوں کا حصول ہے: مبیع پر مشتری کا حقیقی تمکن و تصرف، ضمان کی حقیقی منتقلی، اور تجارتی عمل کا حقیقی اموال سے جڑے رہنا۔ جہاں یہ تینوں مقاصد کسی بھی صورتِ قبض سے حاصل ہو جائیں، وہاں ممانعت کی علت مرتفع ہو جاتی ہے؛ اور جہاں قبضے کی ظاہری کارروائی کے باوجود یہ مقاصد مفقود ہوں، وہاں محض کاغذی خانہ پُری شرعی تقاضے کو پورا نہیں کرتی۔ یہی وہ کسوٹی ہے جس پر آئندہ مباحث میں معاصر صورتوں کو پرکھا جائے گا۔

ثمن میں تصرف اور غیر بیع سے حاصل شدہ اشیاء کا حکم

بیع قبل القبض کی ممانعت کے دائرے کو متعین کرنے کے لیے دو ذیلی مسائل کی تنقیح ضروری ہے۔ پہلا مسئلہ ثمن کا ہے: کیا بائع اپنے ذمے واجب الادا ثمن میں قبضے سے پہلے تصرف کر سکتا ہے؟ جمہور فقہا کے نزدیک ثمن اگر دین (ذمے کی رقم) ہو تو اس میں قبضے سے پہلے تصرف جائز ہے، کیونکہ دین کا تعلق ذمے سے ہے اور ذمہ ہلاکت سے محفوظ ہے؛ یہاں وہ غرر موجود نہیں جو متعین مبیع کے ہلاک ہونے کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ روایت دلیل ہے جس میں وہ بقیع میں اونٹ دیناروں کے عوض بیچ کر درہم لے لیتے اور درہموں کے عوض بیچ کر دینار لے لیتے تھے؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شرط کے ساتھ اس کی اجازت دی کہ اسی مجلس کے بھاؤ سے ہو اور فریقین جدا ہونے سے پہلے حساب بے باق کر لیں۔[22] اس تفریق کا معاصر اطلاق یہ ہے کہ اسلامی بینک مرابحہ کے ذمہ واجب اقساط (جو دین ہیں) کی بنیاد پر اپنے حسابات مرتب کر سکتا ہے، مگر ان دیون کی تیسرے فریق کو کمی کے ساتھ فروخت (بیع الدین بالنقص) جائز نہیں — یہ الگ باب ہے جس کی تفصیل بیع الدین کے تحت آتی ہے۔[23]

[19] الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5، ص180؛ النووی، المجموع، ج9، ص269۔
[20] الترمذی، الجامع، ابواب البیوع، باب ما جاء فی کراہیة بیع ما لیس عندک، حدیث 1234 کے تحت؛ ابن قیم الجوزیة، زاد المعاد، ج5، ص718۔
[21] عثمانی، محمد تقی، فقه البیوع علی المذاہب الاربعة (کراچی: مکتبة معارف القرآن، 1436ھ/2015ء)، مبحث بیع المبیع قبل قبضه (احکام القبض)۔
[22] ابوداود، السنن، کتاب البیوع، باب فی اقتضاء الذہب من الورق، حدیث 3354؛ الترمذی، الجامع، ابواب البیوع، باب ما جاء فی الصرف، حدیث 1242۔ ابن قیم نے اس روایت کی فقہی توجیه پر مفصل کلام کیا ہے: زاد المعاد، ج5، ص722۔
[23] عثمانی، بحوث فی قضایا فقہیة معاصرة، ج1، بحث بیع الدین؛ ایوفی، المعاییر الشرعیة، المعیار الشرعی رقم (59): بیع الدین۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 30, 2025

دوسرا مسئلہ ان اشیاء کا ہے جو بیع کے علاوہ کسی اور سبب سے ملکیت میں آئی ہوں، جیسے میراث، وصیت، ہبہ (قبضے کے بعد)، مہر اور خلع کا عوض۔ جمہور فقہا کے نزدیک بیع قبل القبض کی ممانعت معاوضاتِ محضہ (بالخصوص بیع) کے ساتھ خاص ہے؛ میراث جیسے قہری اسباب سے مملوک مال میں قبضے سے پہلے تصرف جائز ہے، کیونکہ وہاں عقد کے انفساخ کا وہ اندیشہ سرے سے موجود نہیں جو ممانعت کی علت ہے۔[24] اس تفصیل سے یہ اصولی نکتہ مستنبط ہوتا ہے کہ ممانعت کا مدار محض "عدمِ قبضہ" نہیں بلکہ "عقدِ معاوضہ کے انفساخ کا خطرہ اور ضمان کی عدمِ منتقلی" ہے؛ جہاں یہ علت نہ ہو وہاں حکم بھی نہیں۔ معاصر تطبیقات میں یہ نکتہ اس لیے اہم ہے کہ اسلامی بینک کے بہت سے اثاثے (مثلاً اجارہ کے تحت مملوک اثاثے، شراکت سے حاصل شدہ حصص) بیع کے علاوہ اسباب سے بھی ملکیت میں آتے ہیں، اور ان کے احکام میں یہ فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

مبحثِ دوم: قبض کی معاصر صورتیں

عرف کی تبدیلی اور قبض کا معیار

جیسا کہ گزشتہ مبحث میں بیان ہوا، فقہا کے نزدیک قبض کی کوئی توقیفی حد شریعت میں وارد نہیں، بلکہ اس کا مدار عرف پر ہے۔ ابن قدامہ کی تصریح ہے کہ جن اشیاء میں قبض کی کیفیت کے بارے میں نص موجود نہیں، ان میں لوگوں کے عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا۔[25] عرف چونکہ زمان و مکان کے ساتھ بدلتا ہے، اس لیے قبض کی صورتیں بھی بدل سکتی ہیں؛ جو چیز آج کے تجارتی عرف میں مال پر مکمل اختیار اور تصرف کی علامت سمجھی جاتی ہے، وہ شرعاً قبضے کا درجہ رکھتی ہے، بشرطیکہ ضمان کی منتقلی بھی اس کے ساتھ متحقق ہو۔ مجمع الفقہ الاسلامی جدہ نے اپنی چھٹی دورہ (1410ھ/1990ء) کی قرارداد نمبر 53(6/4) میں اسی اصول کو ان الفاظ میں مقرر کیا ہے کہ اشیاء کا قبض جس طرح حسی طور پر ہاتھ میں لینے، ناپ تول کر منتقل کرنے یا مشتری کے حوالے کرنے سے متحقق ہوتا ہے، اسی طرح حکمی اور اعتباری طور پر تخلیہ اور تمکینِ تصرف سے بھی متحقق ہو جاتا ہے، اگرچہ حسی قبضہ نہ پایا جائے؛ اور یہ کہ عرفِ تجارت میں رائج دستاویزی و اعتباری صورتیں قبضِ حکمی کے حکم میں ہیں۔[26]

[24] ابن قدامه، المغنی، ج4، ص85-86؛ النووی، المجموع، ج9، ص276-278؛ الموسوعة الفقهية الكويتية، ج32، ص284-286۔
[25] ابن قدامه، المغنی، ج4، ص84۔
[26] قرارات وتوصيات مجمع الفقه الاسلامی الدولی، القرار رقم 53 (6/4) بشان القبض: صوره وبخاصة المستجدة منها واحكامها، الدورة السادسة، جدة، 1410ھ/1990ء، مجلة مجمع الفقه الاسلامی، العدد السادس، ج1، ص771 وما بعد۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2025

ایوفی(AAOIFI) نے اپنے شرعی معیار نمبر 18 "القبض" میں اس باب کی جامع تدوین کی ہے۔ معیار کی رو سے قبض کا مدار عرف پر ہے اور یہ اشیاء کی نوعیت کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے؛ قبضِ حقیقی کے ساتھ ساتھ قبضِ حکمی بھی معتبر ہے، جس کی صورتوں میں تخلیہ مع التمکین، مبیع کی دستاویزِ ملکیت کا حوالے کرنا، گودام کی رسید یا بلٹی (بل آف لیڈنگ) کا تسلیم کرنا، اور بینک کھاتوں میں اندراج (قید مصرفی) شامل ہیں۔[27] معیار میں اس امر کی بھی صراحت ہے کہ قبض کے معتبر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ مقبوض میں تصرف کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور ضمان قابض کی طرف منتقل ہو جائے؛ محض دستاویزی کارروائی جس کے ساتھ نہ تصرف کی قدرت ہو نہ ضمان کی منتقلی، شرعی قبضہ شمار نہیں ہوگی۔

دستاویزی قبض

بین الاقوامی تجارت کا موجودہ نظام دستاویزات پر قائم ہے۔ بحری تجارت میں بل آف لیڈنگ (بلٹی) محض رسید نہیں بلکہ مال کی نمائندہ دستاویز (document of title) ہے؛ جس کے قبضے میں یہ دستاویز ہو وہی مال کی ڈیلیوری کا مستحق ہوتا ہے، اور اس کی منتقلی سے مال کے تصرف کا اختیار منتقل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گودام کی رسیدیں (**وئیر ہاؤس ریسیٹس**) اور ترسیلی دستاویزات تجارتی عرف میں مال پر اختیار کی مسلمہ علامتیں ہیں۔ معاصر فقہا اور مجمع الفقہ الاسلامی نے ان دستاویزات کے حوالے کرنے کو قبضِ حکمی قرار دیا ہے، کیونکہ ان کے ذریعے مشتری کو مال میں تصرف کی مکمل قدرت حاصل ہو جاتی ہے اور تجارتی قانون کی رو سے خطرہ (رسک) بھی اسی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔[28] مفتی محمد تقی عثمانی نے فقہ البیوع میں اس پر مفصل بحث کے بعد یہ ضابطہ ذکر کیا ہے کہ دستاویز کا قبضہ اس وقت مال کا قبضہ ہے جب دستاویز عرف و قانون میں مال کی نمائندگی کرتی ہو اور اس کی بنیاد پر حاملِ دستاویز مال کی حوالگی کا قانونی استحقاق رکھتا ہو۔[29]

الیکٹرانک اور رجسٹری قبض

مالیاتی منڈیوں میں حصص اور صکوک اب کاغذی سرٹیفکیٹس کی صورت میں نہیں بلکہ مرکزی ذخیرہ کمپنیوں (پاکستان میں سینٹرل ڈپازٹری کمپنی—(CDC) کے الیکٹرانک کھاتوں میں اندراج کی صورت میں رکھے جاتے ہیں۔ خرید و فروخت کی تکمیل پر خریدار کے کھاتے میں اندراج ہی ملکیت اور تصرف کی قانونی بنیاد ہے۔ اسی طرح بینکاری میں رقوم کا قبض کھاتے میں کریڈٹ (قیدِ مصرفی) سے متحقق ہوتا ہے۔ مجمع الفقہ الاسلامی کی مذکورہ قرارداد میں بینک کھاتے میں رقم کے اندراج کو

[27] ہیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية (ايوفى)، المعايير الشرعية، المعيار الشرعى رقم (18): القبض، البنود 1/3 تا 4/5 (المنامة، البحرين: ايوفى، 2017ء)۔
[28] مجلة مجمع الفقه الاسلامى، العدد السادس، ج1، ص771؛ ايوفى، المعيار الشرعى رقم 18، البند 2/5؛ نيز ديكھيے: حماد، نزيه، قضايا فقهية معاصرة فى المال والاقتصاد (دمشق: دار القلم، 1421ھ/2001ء)، بحث القبض و صوره المستجدة۔
[29] عثمانى، فقه البيوع، مبحث القبض الحكمى و دلالة مستندات الملكية۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2025

صراحتاً قبضِ حکمی کی معتبر صورتوں میں شمار کیا گیا ہے، خواہ یہ اندراج براہِ راست جمع کرانے سے ہو، حوالہ جات (ٹرانسفر) سے ہو یا چیک کی وصولی سے۔[30] اس قیاس پر الیکٹرانک رجسٹری میں اثاثے کا اندراج بھی قبضِ حکمی ہے، کیونکہ عرف اور قانون دونوں اس اندراج کو تصرف کا مدار بناتے ہیں: اندراج کے بعد خریدار اثاثہ بیچ سکتا ہے، رہن رکھ سکتا ہے اور اس کے ثمرات کا مستحق ہوتا ہے، اور نقصان کا خطرہ بھی اسی پر ہوتا ہے۔

تاہم یہاں ایک اہم فقہی تنبیہ ضروری ہے: الیکٹرانک اندراج اسی وقت شرعی قبضہ ہے جب اس کے پیچھے حقیقی اثاثہ موجود ہو اور اندراج اس اثاثے کی ملکیت کی حقیقی منتقلی کو ظاہر کرے۔ اگر اندراجات محض حسابی وعدے ہوں جن کے پیچھے متعین اثاثہ موجود نہ ہو — جیسا کہ بعض کموڈٹی پلیٹ فارمز پر ہوتا ہے کہ ایک ہی ذخیرے پر کئی گنا "کاغذی" فروخت ہو جاتی ہے — تو یہ اندراج شرعی قبضے کا قائم مقام نہیں بن سکتا، کیونکہ نہ تمکنِ تصرف حقیقی ہے نہ ضمان کی منتقلی۔[31]

مشاع مال کا قبضہ

معاصر مالیاتی مصنوعات — صکوک، میوچل فنڈز کے یونٹس اور مشترکہ اثاثوں — کے فہم کے لیے مشاع مال کے قبضے کی فقہی بحث بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ مشاع وہ مال ہے جس میں شریک کا حصہ متعین نہ ہو بلکہ ہر جز میں پھیلا ہوا ہو۔ فقہا نے تصریح کی ہے کہ مشاع حصے کا قبضہ پورے مال کے قبضے یا اس تک تخلیہ کے ذریعے متحقق ہوتا ہے؛ حنفیہ کے نزدیک ہبہ جیسے عقود میں شیوع مانع ہے مگر بیع میں مشاع حصے کی بیع بالاتفاق جائز ہے اور اس کا قبضہ باقی شرکا کی معیت میں تصرف کے تمکن سے حاصل ہو جاتا ہے۔[32] اسی اصول پر ایوفی نے صکوک اور فنڈ یونٹس کے حاملین کے قبضے کی تکییف کی ہے کہ رجسٹری میں اندراج اور اثاثہ جاتی حقوق کی قانونی منتقلی مشاع حصے پر قبضِ حکمی ہے، اور اس کے بعد یونٹ ہولڈر کا اپنا حصہ فروخت کرنا بیع قبل القبض نہیں۔[33] البتہ اس تکییف کی صحت کی شرط وہی ہے جو بار بار گزر چکی: مشاع حصے کے پیچھے حقیقی اثاثہ موجود ہو اور یونٹ ہولڈر اس اثاثے کے نفع و نقصان کا حقیقی شریک ہو۔

[30] قرار مجمع الفقه الاسلامی رقم 53 (6/4)، مجلة المجمع، العدد السادس، ج1، ص771؛ ایوفی، المعیار الشرعی رقم 18، البند 4/5۔
[31] عثمانی، محمد تقی، بحوث فی قضایا فقهية معاصرة (دمشق: دار القلم، 1424ھ/2003ء)، ج1، بحث "بیع الدین وسندات القرض"؛ نیز فقه البیوع، مبحث القبض الحکمی۔
[32] الکاسانی، بدائع الصنائع، ج5، ص244-245؛ ابن قدامه، المغنی، ج4، ص84؛ الموسوعة الفقهية الكويتية، ج32، ص280-281۔
[33] ایوفی، المعیار الشرعی رقم (17): صکوک الاستثمار، البند 2/5؛ نیز المعیار الشرعی رقم (18): القبض، البند 6۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2025

مبحثِ سوم: اسلامی بینکاری میں بیع قبل القبض کی معاصر تطبیقات

مرابحہ للآمر بالشراء میں بینک کا قبضہ

مرابحہ للآمر بالشراء معاصر اسلامی بینکاری کی سب سے زیادہ مستعمل تمویلی صورت ہے۔ اس کا بنیادی ڈھانچہ یہ ہے کہ گاہک بینک سے کسی متعین شے کی خریداری کی درخواست کرتا ہے، بینک وہ شے سپلائر سے خرید کر اپنے قبضے (حقیقی یا حکمی) میں لیتا ہے، پھر گاہک کو معلوم نفع کے ساتھ ادھار فروخت کر دیتا ہے۔ اس ڈھانچے میں بیع قبل القبض کا مسئلہ اس مرحلے پر پیدا ہوتا ہے کہ بینک سپلائر سے شے خریدنے کے بعد اور اپنے قبضے میں لینے سے پہلے اگر گاہک کو فروخت کر دے تو یہ عین بیع قبل القبض ہے، جو جمہور کے نزدیک ناجائز ہے۔[34]

ایوفی کے شرعی معیار نمبر 8 (المرابحہ) نے اس کا حل یہ تجویز کیا ہے کہ بینک پر لازم ہے کہ گاہک سے بیع کرنے سے پہلے شے کی ملکیت اور قبضہ —— حقیقی یا حکمی —— حاصل کرے، اور قبضے کے ساتھ ضمان بھی اٹھائے، یعنی اس عرصے میں شے کے ہلاک یا عیب دار ہونے کا خطرہ بینک پر ہو۔[35] عملاً بینک یہ قبضہ اکثر دستاویزی صورت میں حاصل کرتے ہیں: سپلائر کی انوائس بینک کے نام ہوتی ہے، ڈیلیوری آرڈر یا بلٹی بینک کے حق میں جاری ہوتی ہے، اور بیمہ اس عرصے میں بینک کے نام ہوتا ہے۔ جہاں یہ عناصر حقیقتاً پائے جائیں وہاں قبضِ حکمی متحقق ہے اور بعد کی بیع، بیع قبل القبض کے دائرے سے نکل جاتی ہے۔

اصل اشکال ایجنسی (وکالت) والی صورت میں پیدا ہوتا ہے، جس میں بینک گاہک ہی کو اپنا وکیل بنا دیتا ہے کہ وہ بینک کی طرف سے شے خریدے اور بینک کی طرف سے قبضہ کرے، پھر بینک وہی شے اسی گاہک کو بیچ دیتا ہے۔ اس صورت میں خریداری، قبضہ اور فروخت بسا اوقات چند منٹوں کے اندر محض دستاویزات پر دستخطوں سے مکمل ہو جاتے ہیں اور بینک کا ضمان برائے نام رہ جاتا ہے۔ مفتی تقی عثمانی نے تصریح کی ہے کہ ایجنسی کا یہ طریقہ اگرچہ فی نفسہ جائز ہے مگر اسے صرف حقیقی ضرورت کی صورتوں تک محدود رہنا چاہیے، اور یہ کہ وکالت، خریداری اور بیع کے مراحل کو حقیقی اور ممیز ہونا چاہیے —— بصورتِ دیگر معاملہ محض کاغذی حیلہ بن کر سود کے مشابہ ہو جاتا ہے۔[36] اسٹیٹ بینک آف پاکستان نے بھی مرابحہ کے لیے جو ماڈل معاہدہ اور ہدایات (Essentials of Islamic Modes of Financing) جاری کی ہیں ان میں اس تسلسل کی پابندی لازم کی گئی ہے کہ بیع اس وقت تک نہ ہو جب تک شے بینک کی ملکیت اور رسک پر نہ آ چکی ہو۔[37]

[34] عثمانی، محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، 2012ء)، ص129-141؛ نیز دیکھیے: Usmani, Muhammad Taqi, An Introduction to Islamic Finance (Karachi: Idaratul Ma'arif, 1998), pp. 95-106.
[35] ایوفی، المعاییر الشرعیة، المعیار الشرعی رقم (8): المرابحة، البنود 1/2/3 تا 6/2/3۔
[36] Usmani, An Introduction to Islamic Finance, pp. 107-110؛ عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ص137-141۔
[37] State Bank of Pakistan, Essentials and Model Agreements for Islamic Modes of Financing (Karachi: SBP, 2004), Murabaha Facility Agreement, cls. 4-5 ;نیز: SBP, Shariah Governance Framework for Islamic Banking Institutions (Karachi: SBP, 2015, updated 2018)۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 30, 2025

منظم تورق اور کموڈٹی مرابحہ

تورق کی روایتی صورت—کہ آدمی ادھار پر کوئی چیز خرید کر تیسرے شخص کو نقد بیچ دے—کو جمہور فقہا نے جائز کہا ہے، اگرچہ امام محمد سے کراہت اور ابن تیمیہ و ابن القیم سے ممانعت منقول ہے۔[38] لیکن معاصر بینکاری کا "منظم تورق" (کموڈٹی مرابحہ) اس سے مختلف ہے: بینک بین الاقوامی میٹل ایکسچینج یا مقامی کموڈٹی پلیٹ فارم سے دھات یا جنس خرید کر گاہک کو ادھار بیچتا ہے، اور پھر بینک ہی گاہک کے وکیل کی حیثیت سے وہ جنس فوراً تیسرے بروکر کو نقد فروخت کر کے رقم گاہک کے حوالے کر دیتا ہے۔ اس پورے سلسلے میں کوئی فریق جنس کا حقیقی قبضہ نہیں لیتا؛ اکثر صورتوں میں جنس اپنے گودام سے حرکت تک نہیں کرتی، اور بعض پلیٹ فارمز پر تو یہ بھی متحقق نہیں ہوتا کہ ہر سودے کے پیچھے متعین جنس موجود ہے۔

مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنی انیسویں دورہ (2009ء) کی قرارداد نمبر 179 (19/5) میں منظم تورق کو ناجائز قرار دیا، اس بنا پر کہ اس میں وکالت اور تبانیِ عقود کے ذریعے معاملہ حقیقی تجارت کے بجائے محض نقد کے حصول کا حیلہ بن جاتا ہے اور قبض و ضمان کے شرعی تقاضے صوری رہ جاتے ہیں۔[39] ایوفی کے شرعی معیار نمبر 30 (التورق) نے اصل تورق کی گنجائش برقرار رکھتے ہوئے سخت شرائط لگائی ہیں: جنس کا حقیقی تعین، قبض (حقیقی یا معتبر حکمی) سے پہلے فروخت کی ممانعت، اور اس بات کی ممانعت کہ بینک گاہک کی جنس اسی فریق کو واپس بیچے جس سے خریدی گئی تھی (بیع العینہ کا سدباب)۔[40] بیع قبل القبض کے زاویے سے منظم تورق کا بنیادی مرض یہی ہے کہ گاہک اپنی خریدی ہوئی جنس کو کسی معتبر قبضے سے پہلے—بلکہ بسا اوقات تعین سے بھی پہلے—فروخت کر دیتا ہے، جو نصِ حدیث کی صریح خلاف ورزی ہے۔ پاکستانی مارکیٹ میں حالیہ برسوں میں کموڈٹی مرابحہ کے لیے جو مقامی پلیٹ فارم تشکیل دیے گئے ہیں، ان کی شرعی ساکھ کا مدار بھی انہی دو امور پر ہے: جنس کا حقیقی وجود و تعین، اور گودام رسیدوں کے ذریعے قبضِ حکمی کی حقیقی منتقلی۔

بیع سلم اور متوازی سلم

سلم اس قاعدے سے مستثنیٰ بیع ہے کہ انسان اس چیز کو نہ بیچے جو اس کے پاس نہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف آوری پر پھلوں میں دو دو، تین تین سال کی پیشگی بیع کو ان شرائط کے ساتھ برقرار رکھا کہ ناپ، تول اور مدت متعین ہو۔[41] لیکن اسی سلم میں بیع قبل القبض کا مسئلہ دوسرے زاویے سے وارد ہوتا ہے:

[38] ابن عابدین، رد المحتار، کتاب البیوع (مسئلہ عینہ و تورق)، ج5، ص325-326؛ ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، ج29، ص431 وما بعد۔
[39] قرار مجمع الفقہ الاسلامی الدولی رقم 179 (19/5) بشان التورق: حقیقتہ، انواعہ (الفقہی المعروف والمصرفی المنظم)، الدورۃ التاسعۃ عشرۃ، الشارقۃ، 1430ھ/2009ء۔
[40] ایوفی، المعاییر الشرعیۃ، المعیار الشرعی رقم (30): التورق، البنود 5/4 تا 10/4 و 2/5۔
[41] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب السلم، باب السلم فی وزن معلوم، حدیث 2240؛ مسلم، الصحیح، کتاب المساقاۃ، باب السلم، حدیث 1604۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2025

کیا مشتری (رب السلم) مسلم فیہ کو وصولی سے پہلے آگے بیچ سکتا ہے؟ جمہور فقہاء کے نزدیک مسلم فیہ کو قبضے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ ابھی بائع کے ذمے ایک دین ہے اور اس کی تسلیم یقینی نہیں؛ مالکیہ نے طعام کے علاوہ میں مثل ثمن یا کم پر بعض صورتوں کی اجازت دی ہے۔[42]

اسلامی بینک چونکہ سلم کو زرعی اور اجناسی تمویل کے لیے استعمال کرتے ہیں اور خود اجناس کے صارف نہیں ہوتے، اس لیے انہیں مسلم فیہ کی وصولی سے پہلے اسے فروخت کرنے کی حاجت پیش آتی ہے۔ اس کا شرعی حل "متوازی سلم" کی صورت میں نکالا گیا ہے: بینک ایک آزاد اور علیحدہ عقد کے ذریعے تیسرے فریق کو اسی وصف کی جنس اسی مقدار میں بیچ دیتا ہے، مگر یہ دوسرا عقد پہلے عقد سے قانوناً مربوط نہیں ہوتا اور نہ پہلے عقد کے مسلم فیہ کی "وہی" جنس بیچی جاتی ہے، بلکہ ذمے میں ایک نئی بیعِ سلم کی جاتی ہے۔ ایوفی کے شرعی معیار نمبر 10 (السلم والسلم الموازی) نے اسی کو ضابطہ بنایا ہے اور صراحت کی ہے کہ مسلم فیہ کو قبضے سے پہلے بیچنا جائز نہیں، البتہ متوازی سلم اس شرط پر جائز ہے کہ دونوں عقد ایک دوسرے سے معلق نہ ہوں۔[43] اسٹیٹ بینک کی اسلامی بینکاری ہدایات میں بھی سلم کے تحت یہی قید موجود ہے۔[44] فقہی زاویے سے یہ ترکیب بیع قبل القبض کی ممانعت کا احترام بھی کرتی ہے اور بینک کی سیالیت (لیکویڈیٹی) کی ضرورت کا حل بھی فراہم کرتی ہے، بشرطیکہ عملاً دونوں عقدوں کی آزادی برقرار رکھی جائے اور پہلے عقد کی جنس کی عدم وصولی کا خطرہ بینک ہی اٹھائے۔

استصناع اور متوازی استصناع

استصناع میں بھی صورتِ حال سلم سے ملتی جلتی ہے: بینک تعمیراتی و صنعتی تمویل میں گاہک سے استصناع کا معاہدہ کرتا ہے اور پھر متوازی استصناع کے ذریعے اصل صانع (ٹھیکیدار یا کارخانہ دار) سے وہ شے بنواتا ہے۔ چونکہ مصنوع ابھی معرضِ وجود میں نہیں آئی، اس لیے یہاں بیع قبل القبض کا اطلاق اس صورت میں ہوتا ہے جب بینک صانع سے مصنوع وصول کرنے سے پہلے ہی اسے حتمی طور پر گاہک کے حوالے کر کے اپنے ضمان سے نکال دے۔ ایوفی کے شرعی معیار نمبر 11 (الاستصناع والاستصناع الموازی) کی رو سے دونوں عقود کا آزاد ہونا ضروری ہے اور مصنوع کی حوالگی سے پہلے اس کا ضمان بینک پر رہتا ہے؛ بینک یہ شرط نہیں لگا سکتا کہ صانع کی کوتاہی کی ذمہ داری براہِ راست گاہک پر ہو۔[45] گویا یہاں شریعت نے قبض و ضمان کے اسی اصول کو دوسرے پیرائے میں برقرار رکھا ہے: نفع اسی مرحلے کا حلال ہے جس مرحلے کا خطرہ اٹھایا جائے۔

[42] ابن قدامه، المغنی، کتاب السلم، ج4، ص342-343؛ ابن رشد، بدایة المجتهد، کتاب السلم، ج3؛ عثمانی، فقه البیوع، مبحث بیع المسلم فیه قبل قبضه۔

[43] ایوفی، المعاییر الشرعیة، المعیار الشرعی رقم (10): السلم والسلم الموازی، البنود 1/6 تا 4/6۔

[44] State Bank of Pakistan, Essentials and Model Agreements for Islamic Modes of Financing, Salam Agreement نیز SBP; Islamic Banking Department circulars on Salam-based financing۔

[45] ایوفی، المعاییر الشرعیة، المعیار الشرعی رقم (11): الاستصناع والاستصناع الموازی، البنود 1/6 تا 2/7۔

OPEN ACCESS

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 30, 2025

صکوک کی ثانوی منڈی

صکوک کی ثانوی منڈی میں خرید وفروخت پر بیع قبل القبض کا اطلاق دو زاویوں سے ہوتا ہے۔ پہلا زاویہ یہ کہ صک کا حامل در حقیقت بنیادی اثاثے کے ایک مشاع حصے کا مالک ہوتا ہے؛ جب وہ صک بیچتا ہے تو اثاثے کا حصہ بیچتا ہے، اور چونکہ اثاثہ ٹرسٹی یا مینیجر کے پاس ہوتا ہے، اس لیے سوال پیدا ہوتا ہے کہ صک ہولڈر کا اثاثے پر قبضہ کیسے متحقق ہے۔ اس کا فقہی جواب یہ ہے کہ رجسٹری میں صک کا اندراج اثاثے کے مشاع حصے پر قبضِ حکمی ہے، کیونکہ صک ہولڈر اثاثے کے نفع و نقصان دونوں میں شریک ہوتا ہے اور اس کا حصہ قانوناً اسی کی ملکیت شمار ہوتا ہے؛ نیز مشاع مال میں تخلیہ ہی قبضہ ہے۔[46] دوسرا زاویہ یہ ہے کہ صکوک کی تداول (ٹریڈنگ) صرف اسی وقت جائز ہے جب صکوک کے پیچھے غالب طور پر اعیان و منافع ہوں؛ اگر صکوک کے اثاثے نقود یا دیون میں تبدیل ہو چکے ہوں تو ان کی بیع بیع الدین اور صرف کے احکام کے تابع ہوگی اور عام تداول ناجائز ہوگا۔ مفتی تقی عثمانی نے 2008ء میں اپنے معروف تنقیدی مقالے میں رائج صکوک کے متعدد ڈھانچوں پر یہی بنیادی اعتراض کیا کہ وہ اثاثوں کی حقیقی ملکیت وضمان کے بجائے قرض کے معاشی نتائج پیدا کرتے ہیں۔[47]

درآمدی تجارت اور دستاویزی قبضہ (لیٹر آف کریڈٹ)

اسلامی بینکوں کی درآمدی تمویل (امپورٹ مرابحہ) میں بیع قبل القبض کا مسئلہ سب سے نمایاں صورت میں سامنے آتا ہے، کیونکہ مال ابھی سمندر میں ہوتا ہے اور بینک اسے گاہک کو فروخت کرنا چاہتا ہے۔ یہاں فقہی بنیاد وہی دستاویزی قبضہ ہے: جب بیرونی سپلائر مال جہاز پر لاد کر بلٹی بینک کے نام یا بینک کے حکم پر جاری کر دیتا ہے تو تجارتی عرف و قانون کی رو سے مال پر تصرف کا اختیار اور خطرہ بینک کی طرف منتقل ہو جاتا ہے؛ یہ قبضِ حکمی ہے، جس کے بعد بینک کا گاہک سے مرابحہ کرنا بیع قبل القبض نہیں رہتا۔[48] البتہ سمندر میں موجود مال کی بیع (بیع البضاعۃ فی الطریق) کے لیے فقہا نے یہ قید لگائی ہے کہ مال کا ہلاک ہو جانا معلوم نہ ہو اور بیمہ و دستاویزات کے ذریعے مشتری کو وہی تحفظ منتقل ہو جو بائع کو حاصل تھا، ورنہ غرر کی وہی علت لوٹ آئے گی جس کے سدباب کے لیے قبض کی شرط لگائی گئی تھی۔

[46] ایوفی، المعاییر الشرعیة، المعیار الشرعی رقم (17): صکوک الاستثمار، البند 1/2/5 و ما بعد؛ عثمانی، فقه البیوع، مبحث القبض الحکمی و دلالة مستندات الملکیة۔

[47] عثمانی، محمد تقی، "صکوک وطریقة اصدارہا المعاصرة" (مقاله مقدم الی مجلس ایوفی الشرعی، 2007-2008ء)؛ انگریزی متن: Usmani, Sukuk and Their Contemporary Applications (AAOIFI Shariah Council paper, 2008)۔

[48] ایوفی، المعیار الشرعی رقم (18): القبض، البند 2/5؛ حماد، نزیه، بحث "القبض: صوره وبخاصة المستجدة منها واحکامها"، مجلة مجمع الفقه الاسلامی، العدد السادس؛ عثمانی، فقه البیوع، مبحث القبض الحکمی۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2025

حصص کی خرید وفروخت اور تصفیے کا نظام

اسٹاک ایکسچینج میں حصص کی خریداری کے بعد قانونی تصفیہ (سیٹلمنٹ) عموماً دو کاروباری دنوں میں مکمل ہوتا ہے (T+2)، جس کے بعد حصص خریدار کے سی ڈی سی کھاتے میں منتقل ہوتے ہیں۔ یہاں بیع قبل القبض کا سوال اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب خریدار تصفیے سے پہلے ہی—بسا اوقات اسی دن (ڈے ٹریڈنگ)—حصص آگے بیچ دے۔ فقہی تکییف میں دو پہلو قابلِ غور ہیں: ایک طرف عقدِ بیع مکمل ہونے سے ملکیت مشتری کی طرف منتقل ہو جاتی ہے اور ایکسچینج کے قواعد کی رو سے سودے کی پختگی (ٹریڈ کنفرمیشن) کے بعد قیمت کا خطرہ خریدار ہی پر ہوتا ہے، جو قبضِ حکمی کے عناصر ہیں؛ دوسری طرف رجسٹری میں اندراج ابھی نہیں ہوا اور بعض صورتوں میں فروخت کنندہ کے پاس حصص سرے سے موجود ہی نہیں ہوتے۔ معاصر شرعی معیارات نے اس میں تفصیل کی ہے: جو حصص خریدار کے حق میں پختہ سودے سے مملوک ہو چکے ہوں اور نظامِ تصفیہ ان کی حوالگی کی ضمانت دیتا ہو، ان کی فروخت کی گنجائش دی گئی ہے، مگر ایسے حصص کی فروخت جو ابھی ملکیت میں آئے ہی نہیں (شارٹ سیلنگ) قطعاً ناجائز ہے۔[49] پاکستان میں شریعہ کمپلائنٹ سیکیورٹیز کی اسکریننگ اور تجارت کے ضوابط سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن کے شریعہ گورننس ریگولیشنز کے تحت مرتب کیے گئے ہیں، جن میں انہی معیارات کو بنیاد بنایا گیا ہے۔[50]

ای کامرس اور ڈراپ شپنگ

بیع قبل القبض کی معاصر تطبیقات کا دائرہ بینکاری سے آگے بڑھ کر الیکٹرانک تجارت تک پھیل چکا ہے، اور چونکہ اسلامی بینک بھی تاجروں کی تمویل کرتے ہیں، اس لیے اس صورت کا مختصر جائزہ یہاں مناسب ہے۔ ڈراپ شپنگ میں آن لائن فروخت کنندہ اپنی ویب سائٹ پر ایسی اشیاء فروخت کرتا ہے جو نہ اس کی ملکیت میں ہیں نہ قبضے میں؛ گاہک کے آرڈر کے بعد وہ سپلائر سے وہی چیز خرید کر براہِ راست گاہک کو بھجوا دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت بعینہ «لا تبع ما ليس عندك» کے تحت داخل ہے۔ اس کے شرعی متبادل فقہا نے یہ تجویز کیے ہیں: (1) فروخت کنندہ پہلے سپلائر سے مال خرید کر—کم از کم قبضِ حکمی کی حد تک—اپنی ملکیت و ضمان میں لے، پھر بیچے؛ (2) معاملے کو بیعِ سلم کے ڈھانچے پر استوار کیا جائے، جس میں موصوف فی الذمہ چیز کی پیشگی مکمل قیمت کے ساتھ بیع ہوتی ہے؛ (3) فروخت کنندہ خود کو سپلائر کا کمیشن ایجنٹ (وکیل بالاجرۃ) ظاہر کرے اور نفع کے بجائے طے شدہ اجرت لے؛ یا (4) گاہک سے بیع کا وعدہ لے کر مال کی خریداری کے

[49] ایوفی، المعاییر الشرعیة، المعیار الشرعی رقم (21): الاوراق المالیة (الاسهم والسندات)، البنود 2/3 تا 8/3، جن میں شارٹ سیلنگ اور مارجن ٹریڈنگ کی ممانعت کی صراحت ہے؛ نیز دیکھیے: عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ص177-183۔
[50] Securities and Exchange Commission of Pakistan, Shariah Governance Regulations, 2018 (as amended 2023), Islamabad: SECP-

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: March 30, 2025

بعد بیع کو مکمل کیا جائے۔[51] یہ مثال اس امر کی شاہد ہے کہ بیع قبل القبض کا کلاسیکی فقہی ذخیرہ جدید ترین کاروباری ماڈلز کی شرعی راہنمائی کی پوری صلاحیت رکھتا ہے، بشرطیکہ تکییف میں دقتِ نظر سے کام لیا جائے۔

مبحثِ چہارم: معاشی تناظر

شرطِ قبض کی معاشی حکمت

بیع قبل القبض کی ممانعت کو محض ایک تعبدی پابندی سمجھنا اس کے مقاصد سے ناواقفیت ہے۔ اس حکم کی معاشی حکمتیں کم از کم چار زاویوں سے واضح ہوتی ہیں۔

اول: یہ حکم مالیاتی لین دین کو حقیقی اموال اور حقیقی معیشت سے جوڑے رکھتا ہے۔ جب ہر بائع کے لیے لازم ہو کہ وہ صرف اسی چیز کو بیچے جو اس کے قبضے اور ضمان میں آ چکی ہے تو تجارت کا ہر حلقہ کسی حقیقی شے کی حقیقی منتقلی سے وابستہ رہتا ہے، اور معیشت میں ایسے کاغذی سودوں کا سلسلہ نہیں چل سکتا جن کے پیچھے کوئی مال موجود نہ ہو۔[52]

دوم: یہ حکم سٹہ بازی (speculation) کا سدباب کرتا ہے۔ قبضے کی شرط قیمتوں کے محض اتار چڑھاؤ سے کمائی کرنے والے اس طرزِ تجارت کی جڑ کاٹ دیتی ہے جس میں خریدار کا مقصود مال کا حصول نہیں بلکہ قبضے سے پہلے ہی مہنگے داموں آگے بیچ دینا ہوتا ہے؛ حدیثِ زید بن ثابتؓ میں مال کو "اپنے ٹھکانوں تک منتقل کرنے" کی قید اسی حکمت کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ تاجر مال کے خطرات اٹھائے، محض قیمتوں کا جواری نہ بنے۔

سوم: یہ حکم مصنوعی گرانی اور ذخیرہ اندوزی کے اثرات کو محدود کرتا ہے۔ اگر ایک ہی جنس قبضے کے بغیر ایک ہی دن میں کئی ہاتھوں فروخت ہوتی رہے تو ہر ہاتھ اپنا نفع قیمت میں شامل کرتا جائے گا اور صارف تک پہنچتے پہنچتے قیمت حقیقی رسد و طلب سے کٹ کر مصنوعی طور پر بلند ہو چکی ہو گی، حالانکہ مال اپنی جگہ سے ہلا تک نہیں۔

چہارم: یہ حکم **"الخراج بالضمان"** اور **"الغنم بالغرم"** کے اس عادلانہ اصول کا محافظ ہے کہ نفع کا استحقاق خطرہ اٹھانے سے مشروط ہے؛[53] بیع قبل القبض میں مشتری ایسے مال کا نفع سمیٹتا ہے جس کے ہلاک کا خطرہ ابھی بائع پر ہے، اور یہی "ربح مالم یضمن" ہے جس سے شریعت نے منع فرمایا۔ معاشی زبان میں یوں

[51] ان متبادل صورتوں کی فقہی بنیادوں کے لیے دیکھیے: عثمانی، فقه البیوع، مبحث بیع المعدوم و بیع الموصوف فی الذمة؛ ایوفی، المعیار الشرعی رقم (8): المرابحة، البند 2/2 (وعدے کی تکییف)؛ نیز المعیار الشرعی رقم (10): السلم۔

[52] عثمانی، فقه البیوع، ج1، ص354-356؛ نیز دیکھیے: Chapra, M. Umer, Towards a Just Monetary System (Leicester: The Islamic Foundation, 1985), pp. 55-79.

[53] یہ اصول حدیثِ عائشہؓ «الخراج بالضمان» پر مبنی ہے: ابوداود، السنن، کتاب البیوع، باب فیمن اشتریٰ عبدا فاستعمله ثم وجد به عیبا، حدیث 3508؛ الترمذی، الجامع، حدیث 1285، وقال: حسن صحیح؛ فقہی قاعدے کے لیے دیکھیے: مجلة الاحکام العدلية، ماده 85 و 87۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
March 30, 2025

کہیے کہ شریعت خطرے (رسک) کی حقیقی منتقلی کے بغیر منافع کی منتقلی کو تسلیم نہیں کرتی، اور یہی اصول مالیاتی نظام کو اس اخلاقی خطرے (moral hazard) سے محفوظ رکھتا ہے جو ذمہ داری اور نفع کی علیحدگی سے جنم لیتا ہے۔

روایتی مالیاتی منڈیوں سے تقابل: شارٹ سیلنگ اور فیوچرز

مروجہ مالیاتی منڈیوں میں بیع قبل القبض بلکہ بیع قبل الملک روزمرہ کا معمول ہے۔ **شارٹ سیلنگ** میں فروخت کنندہ ایسے حصص بیچتا ہے جو اس کی ملکیت میں سرے سے نہیں ہوتے؛ وہ انہیں ادھار لے کر (یا "ننگی" شارٹ سیلنگ میں ادھار لیے بغیر ہی) بیچ دیتا ہے، اس امید پر کہ قیمت گرنے پر سستے داموں خرید کر واپس کر دے گا۔ یہ عمل عین **«لا تبع ما ليس عندك»** کا مصداق ہے اور اس کے معاشی نتائج بھی وہی ہیں جن کا سدباب شریعت کو مطلوب ہے: قیمتوں پر مصنوعی دباؤ، افواہ سازی کی ترغیب، اور بحرانوں میں گراوٹ کی رفتار کا کئی گنا بڑھ جانا۔ یہی وجہ ہے کہ 2008ء کے عالمی مالیاتی بحران کے عروج پر خود امریکہ اور برطانیہ سمیت متعدد ممالک کے نگرانوں کو مالیاتی حصص کی شارٹ سیلنگ پر ہنگامی پابندیاں لگانی پڑیں۔[54]

فیوچرز مارکیٹ کا حال اس سے بھی نمایاں ہے: کموڈٹی ایکسچینجز میں اجناس کے سودوں کی بھاری اکثریت حقیقی حوالگی (ڈیلیوری) تک پہنچے بغیر محض **تصفیۂ فرق (کیش سیٹلمنٹ)** پر ختم ہو جاتی ہے؛ ایک ہی جنس کے کاغذی سودوں کا حجم اس کے حقیقی ذخیرے سے کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ **مجمع الفقہ الاسلامی** نے اپنی ساتویں دورہ (1412ھ/1992ء) کی قرارداد نمبر 63 (7/1) میں مالیاتی منڈیوں کے ان معاملات کا جائزہ لے کر فیوچرز کے ان مروجہ عقود کو ناجائز قرار دیا جن میں نہ ثمن پر قبضہ ہوتا ہے نہ مبیع پر، اور مقصود محض فرقِ قیمت کی وصولی ہوتی ہے۔[55] مفتی تقی عثمانی نے بھی اپنی تصانیف میں فیوچرز اور شارٹ سیلنگ دونوں کے عدمِ جواز کی یہی بنیادیں بیان کی ہیں کہ ان میں بیع قبل القبض والملک بھی ہے اور اکثر صورتوں میں عقد کا حقیقی مقصود تبادلۂ اموال کے بجائے محض قمار نما تصفیہ ہے۔[56]

[54] بحران کے اسباب اور مشتقات کے کردار کی سرکاری تفصیل کے لیے دیکھیے: The Financial Crisis Inquiry Commission, The Financial Crisis Inquiry Report (Washington, DC: U.S. Government Printing Office, 2011), pp. xxiv-xxv, 352-386؛ سود اور کاغذی معیشت کے اس بحران سے تعلق پر ایک اسلامی معاشی تجزیہ: Chapra, M. Umer, "The Global Financial Crisis: Can Islamic Finance Help?" Islamic Economic Studies 16, no. 1-2 (2008-09): 111-138.

[55] قرار مجمع الفقه الاسلامی الدولی رقم 63 (7/1) بشان الاسواق المالية، الدورة السابعة، جدة، 1412ھ/1992ء، مجلة المجمع، العدد السابع، ج1، ص711 وما بعد۔

[56] عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ص177-190؛ Usmani, An Introduction to Islamic Finance, pp. 88-94.

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 30, 2025

اس تقابل سے بیع قبل القبض کی ممانعت کی معاشی معنویت پوری طرح اجاگر ہو جاتی ہے: جن خرابیوں کا مشاہدہ دنیا نے 2008ء میں کیا—اثاثوں سے کٹے ہوئے مشتقات کا پھیلاؤ، خطرے کی بے قید تجارت، اور مالیاتی شعبے کا حقیقی معیشت سے کئی گنا بڑا ہو جانا—ان سب کے خلاف اسلامی قانونِ تجارت نے چودہ صدیاں پہلے قبض و ضمان کی صورت میں ایک ساختی رکاوٹ (structural safeguard) کھڑی کر دی تھی۔ اسلامی بینکاری اگر اس رکاوٹ کو محض کاغذی خانہ پُری میں بدل دے تو وہ اپنے وجود کا معاشی جواز خود ختم کر بیٹھے گی۔

زرعی اجناس کی پیشگی و زنجیری فروخت: ایک مقامی مظہر

پاکستان کی اجناس منڈیوں میں بیع قبل القبض کے معاشی مضمرات کا ایک قریبی مشاہدہ گندم، چینی اور چاول کی ان زنجیری فروختوں میں کیا جا سکتا ہے جنہیں مقامی عرف میں "سٹہ" کہا جاتا ہے: مل مالکان یا آڑھتی فصل کی جنس کے پرچے (ڈیلیوری آرڈر) جاری کرتے ہیں جو مال کی حقیقی منتقلی کے بغیر کئی کئی ہاتھوں فروخت ہوتے رہتے ہیں، اور ہر ہاتھ محض قیمت کے فرق سے کماتا ہے۔ اس عمل کے معاشی نتائج وہی ہیں جن کی نشاندہی اوپر ہو چکی: قیمتوں کا حقیقی رسد و طلب سے کٹ جانا، مصنوعی قلت کا تاثر، اور صارف تک پہنچتے پہنچتے قیمت میں بلاجواز اضافہ۔ حکومتی تحقیقاتی رپورٹوں میں بھی چینی جیسی اجناس کے بحرانوں میں فارورڈ اور سٹہ سودوں کے کردار کی نشاندہی کی جاتی رہی ہے۔[57] شرعی زاویے سے یہ ساری خرابی اسی ایک حکم کی خلاف ورزی کا ثمرہ ہے جس کی تعلیم حدیثِ زید بن ثابتؓ میں دی گئی تھی کہ سامانِ تجارت کو تاجر اپنے ٹھکانوں میں منتقل کرنے سے پہلے نہ بیچیں۔ اگر اجناس کی منڈیوں میں گودام رسیدوں کے مستند نظام (الیکٹرانک ویئر ہاؤس ریسیٹ رجیم) کے ساتھ قبض کی شرط کا اہتمام کیا جائے تو حقیقی تاجر اور سٹے باز میں تمیز ممکن ہو جاتی ہے؛ یہ نظام پاکستان میں نافذ ہو چکا ہے اور اس کی شرعی تکییف قبضِ حکمی کے انہی اصولوں پر ہوتی ہے جو مبحثِ دوم میں گزرے۔[58]

پاکستانی اسلامی بینکاری: عملی صورتِ حال اور مسائل

پاکستان میں اسلامی بینکاری کا باقاعدہ آغاز 2002ء میں میزان بینک کو پہلا اسلامی بینکاری لائسنس ملنے سے ہوا، اور اسٹیٹ بینک نے 2015ء میں شریعہ گورننس فریم ورک جاری کر کے ہر اسلامی بینکاری ادارے کے لیے شریعہ بورڈ، شریعہ کمپلائنس اور شریعہ آڈٹ کا نظام لازم کیا؛ نیز اسٹیٹ بینک نے ایوفی کے متعدد شرعی

[57] مثال کے طور پر دیکھیے چینی کے بحران 2020ء پر وفاقی تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ: Report of the Commission of Inquiry Constituted to Probe into the Increase in Sugar Prices (Islamabad: Government of Pakistan, 2020)، جس میں فارورڈ سودوں اور سٹہ کے قیمتوں پر اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

[58] الیکٹرانک وئیر ہاؤس ریسیٹ کے پاکستانی نظام کے لیے دیکھیے: SECP, Collateral Management Companies Regulations, 2019؛ شرعی تکییف کے لیے: ایوفی، المعیار الشرعی رقم (18): القبض، البند 2/5۔

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 30, 2025

معیارات کو—— جن میں قبض سے متعلق ضوابط بھی شامل ہیں—— مرحلہ وار پاکستانی اداروں کے لیے قابل عمل قرار دیا ہے۔[59] وفاقی شرعی عدالت نے اپریل 2022ء کے تاریخی فیصلے میں ربا کے مکمل خاتمے کا حکم دیتے ہوئے معیشت کو اسلامی اصولوں پر منتقل کرنے کی مدت مقرر کی، جس کے بعد اسلامی بینکاری کی توسیع قومی پالیسی کا حصہ بن چکی ہے۔[60] اس پس منظر میں قبض سے متعلق شرعی تقاضوں کی عملی پاسداری کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے، کیونکہ نظام جتنا وسیع ہوگا، صوری معاملات کا خطرہ اتنا ہی سنگین ہوگا۔

عملی مشاہدے اور شریعہ آڈٹ رپورٹوں کی روشنی میں پاکستانی اسلامی بینکاری میں بیع قبل القبض سے متعلق نمایاں مسائل یہ ہیں: اول، مرابحہ کی ایجنسی ساخت میں خرید، قبضہ اور فروخت کے مراحل کا وقتی تسلسل بعض اوقات اس قدر سمٹ جاتا ہے کہ بینک کی ملکیت و ضمان کا مرحلہ حقیقی معنویت کھو دیتا ہے؛ شریعہ آڈٹ میں سب سے زیادہ اعتراضات اسی باب میں سامنے آتے ہیں کہ گاہک نے وکیل کی حیثیت سے خریداری بینک کی بیع سے پہلے کی یا بعد میں، اور آیا خریداری کے شواہد (انوائس، گیٹ پاس، اسٹاک رپورٹ) حقیقی ہیں۔ دوم، کموڈٹی مرابحہ کے پلیٹ فارمز پر جنس کے حقیقی تعین اور گودام رسید کی صحت کا انحصار پلیٹ فارم کی دیانت پر ہوتا ہے، اور نگرانی کا مؤثر نظام نہ ہو تو ایک ہی ذخیرے پر متعدد سودوں کا اندیشہ رہتا ہے۔ سوم، درآمدی مرابحہ میں بلٹی اور بیمہ دستاویزات کی بینک کے نام منتقلی بعض اوقات محض ریکارڈ کی حد تک رہتی ہے اور عملاً سارا معاملہ گاہک ہی چلاتا ہے۔ ان مسائل کا حل تعمیلی ڈھانچے کی سختی میں ہے: شریعہ کمپلائنس کے مرحلہ وار شواہد، خریداری و قبضہ کے آزاد ثبوت، اور اس اصول کی عملی پاسداری کہ بینک مالکانہ خطرہ حقیقتاً اٹھائے۔[61]

نتائج بحث

اس تحقیق سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

اول: بیع قبل القبض کی ممانعت صحیح اور صریح نصوص سے ثابت ہے؛ طعام میں ممانعت پر چاروں مذاہب کا اتفاق ہے، اور غیر طعام میں احناف (منقولات)، شوافع (ہر مبیع) اور حنابلہ (مکیل و موزون) کے دائرے مختلف ہیں جبکہ مالکیہ ممانعت کو طعام تک محدود رکھتے ہیں۔ یہ اختلاف معاصر تطبیقات کے لیے فقہی گنجائش فراہم کرتا ہے، مگر احتیاط اور مقاصد کے اعتبار سے جمہور کا مسلک ہی معاصر معیارات کی بنیاد بنا ہے۔

[59]State Bank of Pakistan, Shariah Governance Framework for Islamic Banking Institutions (2015, updated 2018) ; نیز IBD Circulars, 2010ء تا حال)۔اسٹیٹ بینک اسلامک بینکنگ ڈیپارٹمنٹ کے وہ سرکلرز جن کے ذریعے ایوفی شرعی معیارات کو مرحلہ وار اپنایا گیا (
[60]Federal Shariat Court of Pakistan, Judgment in Shariat Petition No. 30-L of 1991 etc. (Riba case), announced 28 April 2022-
[61]شریعہ گورننس فریم ورک کے تحت شریعہ کمپلائنس و آڈٹ کے تقاضوں کے لیے دیکھیے: SBP, Shariah Governance Framework, secs. C-D؛ مرابحہ کے عملی انحرافات کے فقہی جائزے کے لیے: عثمانی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت، ص137-145۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 30, 2025

دوم: قبض کا مدار عرف پر ہے، اور قبضِ حکمی —— تخلیہ و تمکین، دستاویزِ ملکیت کی حوالگی، گودام رسید، بلٹی، اور الیکٹرانک رجسٹری میں اندراج —— شرعاً معتبر ہے، بشرطیکہ اس کے ساتھ تصرف کی حقیقی قدرت اور ضمان کی حقیقی منتقلی پائی جائے۔ مجمع الفقہ الاسلامی کی قرارداد 53(6/4) اور ایوفی کا معیار 18 اسی اصول کی تدوین ہیں۔

سوم: مرابحہ للآمر بالشراء، سلم و متوازی سلم، استصناع و متوازی استصناع، درآمدی تمویل اور اثاثہ جاتی صکوک کی تداول —— یہ سب اپنے درست ڈھانچے میں بیع قبل القبض کی ممانعت سے متصادم نہیں، کیونکہ ان میں بینک کی ملکیت، قبضِ معتبر اور ضمان کے مراحل موجود ہیں۔ اصل خطرہ ان مصنوعات کے صوری استعمال میں ہے، جہاں قبضہ محض دستاویزی خانہ پُری بن جائے۔

چہارم: منظم تورق (کموڈٹی مرابحہ) اپنی رائج صورت میں سب سے زیادہ محلِ نظر ہے؛ مجمع الفقہ نے اسے ناجائز کہا ہے اور ایوفی نے سخت شرائط کے ساتھ محدود گنجائش دی ہے۔ جنس کے حقیقی تعین اور معتبر قبضِ حکمی کے بغیر یہ معاملہ درحقیقت بیع قبل القبض بلکہ بیع المعدوم کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے۔

پنجم: بیع قبل القبض کی ممانعت ایک گہری معاشی حکمت کی حامل ہے: یہ مالیات کو حقیقی معیشت سے جوڑتی ہے، سٹہ بازی اور مصنوعی گرانی کا سدباب کرتی ہے، اور نفع کو خطرے سے مشروط کرکے مالیاتی نظام کو اس عدمِ توازن سے بچاتی ہے جس کا مظاہرہ 2008ء کے عالمی بحران میں ہوا۔ شارٹ سیلنگ اور کاغذی فیوچرز اس ممانعت کے معاشی جواز کی الٹی تصویر ہیں۔

سفارشات

تحقیق کے نتائج کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

(1) اسٹیٹ بینک ایوفی کے شرعی معیار نمبر 18 (القبض) کو پاکستانی اسلامی بینکاری اداروں کے لیے مکمل اور لازمی نفاذ کا درجہ دے اور قبض کے شواہد کا معیاری چیک لسٹ جاری کرے۔

(2) مرابحہ کی ایجنسی ساخت کو صرف ان صورتوں تک محدود کیا جائے جہاں بینک کی براہِ راست خریداری عملاً دشوار ہو، اور وکالت، خریداری، قبضہ اور بیع کے مراحل کے آزاد اور وقت شدہ (ٹائم اسٹیمپڈ) شواہد لازم ہوں۔

(3) کموڈٹی مرابحہ پلیٹ فارمز کے لیے جنس کے حقیقی وجود و تعین اور گودام رسیدوں کی آزادانہ توثیق (تھرڈ پارٹی ویریفکیشن) کا ریگولیٹری نظام قائم کیا جائے، اور ایک ہی ذخیرے پر متوازی سودوں کی روک تھام کے لیے مرکزی رجسٹری بنائی جائے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 1 (January-March 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
March 30, 2025

(4) شریعہ آڈٹ رپورٹوں میں بیع قبل القبض سے متعلق انحرافات کی الگ درجہ بندی کی جائے اور ایسے منافع کو صدقہ کھاتے میں منتقل کرنے کے احکام پر سختی سے عمل ہو۔

(5) جامعات اور بینکوں کے تربیتی اداروں میں قبض کے فقہی و عملی احکام کو مرابحہ و تورق کے تربیتی نصاب کا لازمی جزو بنایا جائے تاکہ عملے کی سطح پر صوری معاملات کی حوصلہ شکنی ہو۔

(6) محققین کے لیے یہ میدان کھلا ہے کہ ڈیجیٹل اثاثوں، ای کامرس (بالخصوص ڈراپ شپنگ) اور بلاک چین رجسٹریوں میں قبض کے اطلاقات پر مستقل تحقیقات پیش کریں۔

CC BY